جناب ہانی بن عروہ رضوان اللہ علیہ

اسد العلماء مولانا سید اسد علی صاحب قبلہ، الہ آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ محمدوآلہ الطاھرین وشیاعھم واتباعھم اجمعین۔

ہانی بن عروہ مرادی مذحجی

پدر بزرگوار کا نام عروہ ہے۔اس لفظ کے بارے میں علامہ مامقانی نے لکھا ہے کہ عین کو پیش رے ساکن واو پر زبر ہے اور لفظ مرادی کے متعلق فرمایا ہے کہ میم مضموم رے کو زبر مراد کی طرف نسبت ہے یہ مرادی یمن کا ایک قبیلہ ہے جو مراد بن مذحج نامی شخص کے نام پر موسوم ہوا اور لفظ مذحج کے متعلق علامہ مامقانی نے فرمایا ہے کہ میم کو زبر ہے مسجد کے وزن پر لیکن ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں میم کو پیش ہونا بیان کیا ہے یہ بنی کہلان کی ایک شاخ ہے اور مالک بن اود کا لقب ہے کیونکہ اس کی ماں نے اس پر اور اس کے بھائی طے پر اکتفا کی اور اود کے بعد شادی نہیں کی۔

جناب ہانی کی شخصیت

قبیلۂ مراد کے سردار تھے اور اس کی قیادت ان کے ہاتھ تھی۔جب ان کی سواری نکلتی تھی تو چار ہزار زرہ پوش سوار اور آٹھ ہزار پیادے ساتھ ہوتے تھے اور جب بنی کندہ کی جماعت جو ان کی حلیف تھی ساتھ ہوجاتی تھی تو تیس ہزار زرہ پوش ہوجاتے تھے۔اتنی بڑی جماعت کے سردار تھے اور اتنی قوت وشوکت کے حامل تھے۔ان کا شمار کوفہ کے اشراف میں ہوتا تھا اور شیعوں کے زعیم مانے جاتے تھے۔حبیب السیر میں ہے کہ شمع نبوت کے پروانوں میں سے تھے اور حضور کی صحبت کا شرف حاصل تھا اور بوقت شہادت سن مبارک نواسی سال تھا۔

ہانیؒ کا گھر دار الایمان کی حیثیت سے

کوفہ کا رنگ دگرگوں دیکھ کر انہیں کا گھر وہ تھا جو مسلم کی نظر انتخاب میں آنے کے بعد اسلام وایمان کا مرکز بن گیا۔ابن زیاد کے آنے کے بعد آپ پردۂ شب میں جناب ہانی کے یہاں منتقل ہوگئے۔بیعت کا سلسلہ جاری رہا۔پچیس ہزار نے بیعت کی ابن شہر آشوب کی روایت ہے کہ آپ نے نکلنے کا ارادہ فرمایا لیکن جناب ہانی نے مشورہ دیا کہ ابھی موقع نہیں ہے کچھ اور رک جایئے۔لوگوں کی آمد وشد جاری رہی اور نہایت رازداری سے کام ہوتا رہا۔ابن زیاد نے حالات کا اندازہ کرنے کے لئے اور جناب مسلمؑ کا پتہ لگانے کے لئے ایک نمک خوار غلام کو بلایا اور کہا سنو، دیکھو یہ تین ہزار کی تھیلی لو اور اس کی روشنی میں مسلمؑ کا پتہ معلوم کرو۔اس طرح کہ ان کی جماعت کا اگر کوئی ملے تو یہ تھیلی نہایت ادب سے پیش کرو اور کہو کہ دشمن کی مقاومت کے لئے خاکسار کا یہ ناچیز ہدیہ قبول کیجئے، میں آپ ہی کی جماعت کا ایک ادنیٰ خادم ہوں اور سامان جنگ مہیا کرنے کی غرض سے یہ پیشکش کی ہے۔بہرحال ایسی گفتگو کرنا کہ ان کو ذرا شبہ نہ ہو کامل اطمینان حاصل ہوجائے اگر تم نے اپنی فہم وفراست سے ان کو مطمئن کردیا تو پھر تم سے کچھ راز نہ رہے گا، ساری خبریں تمہیں بھی معلوم ہوجائیں گی، دیکھو اس کے بعد برابر آمد ورفت رکھنا یہاں تک کہ مسلم کی قیام گاہ اور آنے جانے والوں کو اچھی طرح جان لو، یہ خبیث آیا، ابن زیاد کی بھرائی ہوئی غذا سے سیر مسجد کوفہ میں جناب مسلمؑ بن عوسجہ کے قریب آکر بیٹھا، کچھ لوگوں کو کہتے سنا کہ یہ حسینؑ کے لئے بیعت کا عہد لیتے ہیں۔یہ بزرگ جب نماز

سے فارغ ہوئے تو دبک کر بڑھا اور بولا:''میں ایک شامی ہوں۔آل محمدؑ کی محبت کی نعمت سے بحمداللہ مالا مال ہوں بلکہ ان کے دوستوں کا بھی خادم ہوں، یہ کہتے ہوئے مگر مچھ کے آنسو بھی اس کی پلکوں پر آگئے، یہ تین ہزار روپئے اس خادم کے پاس ہیں، معلوم ہوا ہے کہ جناب مسلمؑ تشریف لائے ہیں اور فرزند رسولؐ کے لئے بیعت لے رہے ہیں، ان کی زیارت کی آنکھیں مشتاق ہیں، مجھے ان کی قیام گاہ معلوم نہیں، نہ کوئی راہبر ملا، مسجد میں ہمہ تن اشتیاق بنا ہوا بیٹھا ہوں، ابھی یہ البتہ میں نے سنا کہ لوگ آپ کے متعلق گفتگو کرتے تھے کہ ان کو فرزند رسولؐ کے سفیر کی اطلاع ہے اور اس بارگاہ تک رسائی ہے۔بہرحال یہ رقم لیجئے، حاضر ہے، مجھے قدم بوسی کرا دیجئے، میں آپ ہی کی جماعت کا ایک فرد ہوں۔اگر مناسب سمجھیں تو ابھی یہ ہاتھ بیعت کو حاضر ہیں، آپ ہی کے قدموں پر بیعت کرلوں۔

خانۂ ہانیؓ پر معقل کی آمد

مومن کامل مسلم بن عوسجہ کو دنیا کے مکر وزر سے کیا سروکار؟ علیؑ کے غلاموں کو شیطانی سیاست سے کیا واسطہ؟ معقل کی مکاری کو حق وصدق سمجھے، فرمایا: الحمدللہ کہ تم مجھ تک پہنچ گئے، بے حد مسرت ہوئی، جس کے مشتاق ہو ان کی زیارت تم کو نصیب ہوگی، تمہارا شمار ناصران آل محمدؐ میں ہوگا، ہاں یہ شہرت میرے متعلق البتہ مناسب نہیں، کہیں اس خبیث تک اطلاع پہنچ جائے اور بنا بنایا کام بگڑ جائے۔'' معقل نے کہا: نہیں آپ اس کی پروانہ کریں، خدا بہتری کرے گا۔لیجئے مجھ سے بیعت تو لے ہی لیجئے۔جناب مسلم بن عوسجہؓ نے بیعت لی اور رازداری سے کام کرنے پر محکم عہد لیا۔اسے عہد وقسم کے معاملے میں کیا تردد ہوسکتا تھا، غداری اور عہد شکنی کی کمپنی کا وہ تو ایجنٹ تھا، اس نے ایسی قسمیں اور ایسے معاہدے کئے کہ ان کو اطمینان ہوگیا۔فرمایا: 'تم میرے یہاں مکان پر آتے جاتے رہو۔میں تم کو ملوا دوں گا۔''اس نے بھی اوروں کے ساتھ آمد ورفت شروع کردی یہاں تک کہ وہ جناب ہانیؓ کے مکان پر فرزند رسولؐ کے سفیر سے مل آیا، بیعت کر آیا، نہیں منزل ومقام سب کچھ دیکھ آیا، کیونکہ یہ پہلا پہنچنے والا اور آخری جانے والا ہوگیا تھا، وقتاً فوقتاً اپنے ولی نعمت کو جا کر سب کچھ بھر آیا کرتا تھا۔

خانۂ ہانیؓ پر پسر زیاد

جیسا کہ بیان کیا جاچکا کہ ہانی کوفہ کے معمولی آدمی نہیں تھے۔وہ اعیان کوفہ میں سے تھے۔ابن زیاد جب حاکم کی حیثیت سے کوفہ پر نازل ہوا تو حسب دستور رؤسا وامراء کی آمد شروع ہوئی۔جناب ہانی کی اس سے پہلے سے ملاقات تھی۔ایسی صورت میں ان کی غیر حاضری مشکوک نظر سے دیکھی جاتی جس کے نتیجہ میں اسکیم فیل ہوجانے کا اندیشہ تھا۔لہٰذا راز کو راز رکھنے کے لئے انہوں نے بھی آمد ورفت رکھی لیکن جناب مسلمؑ کی تشریف آوری کے بعد آمد ورفت ترک کردی اور مریض بن کر فتنہ کی اصل کا استیصال کرنا چاہا۔جناب مسلمؑ سے فرمایا کہ وہ میری عیادت کو آئے تو آپ اس کو ختم کردیجئے گا۔بعض روایات میں ہے کہ جناب ہانیؓ نے آپ کو اپنے گھر میں قتل کرنے سے منع کیا لیکن جعفر بن محمد بن نما نے مثیر الاحزان میں لکھا ہے کہ جب آپ سے قتل سے باز رہنے کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ ایک عورت نے میرا دامن پکڑ لیا اور قسم دی اور گریہ کیا کہ ہمارے یہاں قتل نہ کرو تو جناب ہانی نے ارشاد فرمایا کہ ہائے افسوس اس ناعاقبت اندیش نے مجھے بھی قتل کیا اور اپنے کو بھی یعنی وہ اب زندہ رہ کر ہم کو قتل کرے گا۔

مقاتل الطالبین میں ابوالفرج اصفہانی نے درج کیا ہے کہ جب قتل نہ کرنے کی وجہ جناب مسلمؑ نے حدیث رسولؐ قرار دی کہ ارشاد پیغمبرؐ ہے کہ مومن کو قتل کرنا درست نہیں تو جناب ہانیؓ نے جواب دیا کہ بخدا اگر آپ قتل کر ڈالتے تو ایک فاسق، فاجر، کافر کا قتل ہوتا مومن کا نہیں۔

بہرحال ابن زیاد آیا اور چلا گیا اس کے بعد جناب مسلمؑ کی قیام گاہ کا علم بھی تفصیل کے ساتھ ہوگیا اور جناب ہانی نے آمد ورفت جو بند کردی تھی تو ایک روز اس نے اپنے اہل مجلس سے

پوچھا کہ ہانی نظر نہیں آتے ۔ لوگوں کو اتنی واقفیت نہ تھی جتنی خود اس کو ہو چکی تھی کہنے لگے کہ مزاج ناساز ہے، یہ بولا: ''اگر مجھ کو اس کی خبر ہوتی یعنی اگر یہ حقیقت ہوتی تو میں ان کی عیادت کو جاتا۔'' اس کے بعد اس نے محمد بن اشعث اور اسماء بن خارجہ، عمر بن حجاج کو جو ہانی کے خسر تھے طلب کیا اور پوچھا کہ ہانی بن عروہ کو یہاں آنے سے کون سا مانع ہے؟ ان کاسہ لیسوں نے جواب دیا کہ کچھ پتہ نہیں، سنا ہے کہ علیل ہیں، پسر زیاد نے کہا کہ ہم کو تو یہ معلوم ہوا ہے کہ اب چنگے ہو گئے ہیں اور باہر نشست ہوتی ہے، یہ سب باتیں اسی کامیاب جاسوسی کی اطلاعات کی بنا پر ہیں، جاؤ ان سے مل کر کہو کہ ہمیں نظر انداز نہ کریں ایسا نہ ہو کہ ہمارے خیالات ان کی جانب سے خراب ہو جائیں۔ یہ لوگ سرشام آئے جبکہ جناب ہانیؒ دروازہ پر تشریف رکھتے تھے۔ بولے: ''آپ امیر کے یہاں نہیں آتے، انہوں نے آپ کا تذکرہ کیا اور کہا کہ اگر مجھ کو ان کی علالت کی خبر ہوتی تو ضرور عیادت کو جاتا۔ ہانی نے فرمایا: ''ہاں کچھ طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس بنا پر آج کل آمدورفت بند ہے۔ ان سبھوں نے کہا کہ امیر کو معلوم ہوا ہے کہ آپ کا مزاج درست ہے اور آپ نشست فرماتے ہیں۔ ایسی صورت میں یہ انداز ان کو ناپسند ہے آپ جانتے ہیں کہ یہ حکام ان باتوں کو کافی محسوس کرتے ہیں۔ واللہ سواری منگایئے اور ابھی ہم لوگوں کے ساتھ چلے چلئے، جناب ہانیؓ نے کپڑے منگوائے، پہنے سواری منگوائی سوار ہوئے، قصر کے قریب پہنچتے پہنچتے کچھ خیالات دماغ میں پیدا ہوئے جن کی بنا پر آپ نے حسان بن اسماء بن خارجہ سے فرمایا کہ اس شخص سے مجھ کو کچھ وحشت محسوس ہوتی ہے اس نے کہا کہ نہیں تردد کی کیا بات ہے، لیکن درحقیقت حسان کو علم ہی نہ تھا حقیقت کا۔

دربار ابن زیاد میں ھانی کا تشریف لانا

ابن زیاد بیٹھا ہے، پہلو میں قاضی شریح ہے۔ دیکھتے ہی اس کے تیور بدل گئے اکرام واحترام سابق کا نشان نہ تھا۔ لائمانہ انداز سے شعر پڑھا۔ جناب ہانی نے پوچھا: ''اس کا مقصد کیا ہے؟ بولا: ''ہاں اے ہانی! تمہارے گھر میں یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے؟ حکومت کا تختہ الٹنے کی فکریں ہیں، مسلمؑ بن عقیلؑ کو اپنے یہاں بلا کر رکھا ہے، ان کے لئے انتظامات ہو رہے ہیں آلات حرب اور فوج اکٹھا کی جا رہی ہے، بھلا مجھے ان باتوں کی کیا خبر ہو سکتی ہے، جناب ہانی نے فتنہ کو ختم کرنے کے لئے انکار کیا اور کہا: ''یہ اطلاع غلط ہے۔'' ان کو کیا معلوم کہ پوری اطلاعات اس کو حاصل ہیں۔ کہا کہ میرے یہاں مسلمؑ نہیں ہیں۔ ابن زیاد بولا: ''ضرور ایسا ہی ہے۔'' ہانی نے انکار کیا، ردوبدل ہوئی، ابن زیاد نے نمک خوار معقل کو بلا کر پیش کر دیا اور پوچھا۔ ''اس کو تو تم پہچانتے ہو گے ہانی نے نہایت اطمینان سے کہا ''ہاں'' ایک سکنڈ کے لئے پریشان نہیں ہوئے حالانکہ تصویر انقلاب اچانک سامنے آ گئی، سمجھ گئے یہ جاسوس تھا، سب کچھ اسی کا کیا دھرا ہے۔ فرمایا: ''سنو، میری بات مانو میں نے ان کو نہیں بلایا، نہ مجھ کو ان کے معاملات کی خبر ہے۔ یہ آئے، مجھے واپس کرتے شرم آئی، میں نے ذمہ داری محسوس کی، تو میں نے ان کو مہمان کیا۔ اس کے بعد کی باتیں تم کو معلوم ہی ہوں گی۔ اب میں جا کر ان کو اپنے یہاں سے ہٹا دوں تو میں ذمہ داری سے سبکدوش ہو سکتا ہوں، جہاں وہ مناسب سمجھیں جائیں، ابن زیاد نے کہا نہیں تم کو انہیں لانا ہو گا، جناب ہانی نے صاف جواب دیا: ''یہ ممکن نہیں۔'' ردوبدل شروع ہوئی، مسلم بن عمر باہلی نے بیچ میں پڑ کر کہا کہ اے امیر مجھ کو ذرا موقع دیجئے میں گفتگو کروں گا۔ وہ لے کر علٰحدہ ہٹ گیا اتنے فاصلہ پر کہ دونوں ابن زیادہ کے روبرو ہیں اور آواز بلند ہو تو یہ سن سکتا ہے۔

اس نے سمجھانا شروع کیا: ''ہانی اپنی جان نہ دو، اپنے قبیلہ کو نہ پھنساؤ، مسلمؑ کو لا کر حوالے کرو، نہ انھیں کوئی قتل کرے گا، نہ اذیت دے گا، اس میں تمہاری ذات پر کوئی داغ بھی نہ لگے گا، نہ اس میں کوئی ہرج، تم تو حاکم کے سپرد کرو گے۔'' ہانی نے کہا: ''کیا خوب ہے میرے لئے بڑی رسوائی اور بہت بڑا داغ ہو گا میرے دامن پر کہ اپنے مہمان کو لا کر حوالے کر دوں جبکہ مجھ میں

حیات اور قوت موجود ہے! اگر تنہا ہوتا جب بھی میں کبھی، ایسا نہ کرتا یہاں تک کہ مرجاتا اس نے قسم دینی شروع کی اور جانثار ہانی نے انکار کا انبار لگادیا۔

ابن زیاد کی ھانیؒ کے ساتھ زیادتی

ابن زیاد نے سنا، قریب بلایا، لوگ قریب لائے: ''بولا تم کو واللہ لانا ہوگا، نہیں تو قتل کردوں گا۔'' ہانی نے کہا: تو صاعقہ بار شمشیریں تیرے محل کو گھیر لیں گی'' ابن زیاد بولا: ''ہائے افسوس کیا تم مجھ کو تلوار سے دھمکاتے ہو۔'' بیچارے ہانی کا خیال تھا کہ ان کے قبیلے والے ان کی مدد کریں گے۔ اس نے کہا: ''اس کو قریب لاؤ۔'' لوگ قریب لائے۔ اس نے چھڑی سے چہرہ مبارک پر ضربیں لگانی شروع کیں، یہاں تک کہ ناک شکستہ ہوگئی اور رخسار کا گوشت جدا ہوگیا، خون سے محاسن ولباس تر ہوگئے، پیشانی اور چہرہ کا گوشت ریش اقدس پر آگیا، عصائے ظلم ٹوٹ گئی لیکن ولولہ ظلم کم نہ ہوا، مسلمؑ کے میزبان نے ایک سپاہی کی تلوار پر ہاتھ مار کر لینا چاہا تا کہ مدافعت کریں، لیکن اس نے جھٹکا دے کر چھڑا لیا۔ ابن زیاد بولا: ''یہ خارجی ہے۔ اس کا خون مباح ہے لے جاؤ بند کردو اور پہرہ لگادو۔''

یہ ظلم اتنا شدید تھا کہ خود اس کی جماعت کا ایک شخص حسان بن اسماء بن خارجہ جوان مظلوم کو لایا تھا برداشت نہ کرسکا اور بول اٹھا کہ ہم کو یہ نہ معلوم تھا، ہم کو تم نے ان کو لانے بھیجا، ہم جب لے آئے تو تم نے ان کے رخ ورخسار کو خونا خون کرڈالا اور اب قتل کرنے کو تیار ہو، عبیداللہ ابن زیاد نے تشدد سے اس کا علاج کرنے کا حکم دیا اور اس کو مار جھنجھوڑ کر بٹھال دیا گیا اور محمد بن اشعث نے چاپلوسی کردی کہ سرکار کا حکم بجا درست ہے، وہ ہماری مرضی کے مطابق ہو یا مخالف کیونکہ ہمارے سرکار نہایت سنجیدہ ہیں۔ یہ تھا اسلام اور یہ مسلمان تھے اور ذہنیتیں اتنی منقلب اور مسخ ہوچکیں تھی۔ اب واقعۂ کربلا کی ضرورت کا احساس ہوتا ہے۔

عمر بن حجاج مذحجی کو پتہ لگا کہ ہانی قتل ہوگئے وہ مذحج کی بڑی جماعت لیکر آیا اور دارالامارہ کو گھیر لیا، پکار کر کہا: ''میں عمر بن حجاج ہوں اور یہ مذحج کے سوار میرے ساتھ ہیں، ہم دائرہ اطاعت سے باہر ہوئے نہ ہم نے جماعت میں تفرقہ ڈالا۔ ہم کو پتہ چلا ہے کہ ہمارے سردار کو قتل کردیا گیا لہذا ہم لوگ آئے ہیں تا کہ صورت حال معلوم کریں۔'' ابن زیاد کو مطلع کیا گیا، اس نے کاسہ لیس قاضی شریح سے کہا جاؤ ہانی کو دیکھ آؤ اور ان لوگوں سے جا کر کہہ دو کہ ہانی کے قتل کی خبر غلط ہے۔ اس زر پرست نے تعمیل کی۔ وہاں جناب ہانی قبیلہ مذحج کو پکار رہے ہیں اور آواز سن کر کہہ رہے ہیں کہ مجھ کو یہ مذحج کی صدائیں محسوس ہوتی ہیں اگر دس بھی آگئے تو مجھ کو چھڑا لے جائیں گے، ہائے افسوس اہل شہر کہاں ہیں، میرے مسلمان احباب کہاں ہیں۔ لیکن قاضی شریح آکر کہہ دیتا ہے کہ امیر کے حکم کے مطابق میں نے تمہارے رئیس کو جا کر دیکھا اور ان کے حکم سے تم لوگوں کو مطلع کرتا ہوں کہ وہ زندہ ہیں اور ان کے قتل کی خبر غلط ہے۔ لیجئے عمر بن حجاج صاحب یہ فرماتے ہوئے کہ اگر قتل نہیں ہوئے ہیں تو ٹھیک ہے، الحمدللہ'' واپس چل دیتے ہیں۔ کیا وفاداری ہے۔ وفا کا درس تو دنیا مسلمؑ سے لے جنھوں نے اپنے میزبان کے حالات جاننے کے لئے آدمی روانہ کئے اور خبر پاتے ہی مسجد کوفہ کو اپنے اور اپنے ساتھیوں سے چھلکا دیا اور حمایت کے لئے نکل کھڑے ہوئے لیکن غداری کا کیا علاج ہے۔

ھانیؒ مظلوم کی شھادت

حضرت مسلمؑ کی شہادت کے بعد باوجودیکہ محمد بن اشعث نے دنیاوی سیاست کے لحاظ سے اس کو قتل سے باز رہنے کا مشورہ دیا لیکن وہ کوفہ والوں کو پرکھ چکا تھا ان کی قوت واتحاد کے حدود جان چکا تھا، اس نے وعدہ کرلیا لیکن پھر بھی اسی وقت حکم دیا کہ ہانی کو بازار میں لے جا کر قتل کرو۔ وہ بازار کے اس حصہ میں رسن بستہ لائے گئے جہاں بھیڑ بکریاں بکتی تھیں اس وقت بھی وہ 'وامذ حجاہ' 'لامذحج لی الیوم' کے نعرے لگا رہے تھے۔ اس وقت کون

مذحجی یا مرادی ان کی مدد کو آیا، اس وقت تو کوئی قاضی نہیں کہہ رہا ہے کہ قتل کی خبر غلط ہے، وہ عمر بن حجاج کہاں ہے جو اس وقت دارالامارہ کے پھاٹک پر آیا تھا۔

ان کا کوئی مددگار نظر نہیں آتا، تو ایک جھٹکا دیتے ہیں جس کے باوجود پیرانہ سالی اور مجروح ہونے کے ہاتھ چھوٹ جاتا ہے۔ فرماتے ہیں اس وقت کچھ نہیں کہ جس سے آدمی مدافعت کر سکے یہ دیکھ کر نامرد یزیدی سپاہی اس غریب پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور کس لیتے ہیں اس کے بعد کہتے ہیں گردن بڑھاؤ فرماتے ہیں: ''میں ایسا سخی نہیں ہوں۔ میں تمہاری اعانت نہیں کرنے کا۔'' لیکن ابن زیاد کا ایک غلام رشید نامی، ترکی النسل تلوار کا وار کرتا ہے جو بے اثر ثابت ہوتا ہے جناب ہانی فرماتے ہیں ''خدا کی طرف بازگشت ہے بار الہا تیری رحمت ورضا کی جانب'' پھر اس نے دوسری ضربت لگائی جس سے درجہ شہادت ملا۔

ھانی رضوان اللہ علیہ کے فضائل

اگر چہ بعض اکابر نے آپ کے بعض فقروں کو بہ نظر اعتراض دیکھا ہے لیکن امام حسینؑ نے خبر شہادت سن کر بار بار ''رحمۃ اللہ علیہا'' فرمایا اور معرکہ کربلا میں آخری وقت استغاثہ کے موقع پر جناب مسلمؑ کے بعد آپ کا نام لیا ہے۔ اور اکابر علماء نے آپ کی مخصوص زیارت کا تذکرہ اپنے اعمال وادعیہ کی کتابوں میں کیا ہے جس کے فقرات آپ کی جلالت قدر کے لئے کافی ہیں اور انہیں مضامین کے حامل ہیں جن کے اور شہداء کی زیارت کے فقرات حامل ہیں۔

یہ خیال غلط ہے کہ آپ کی حمایت ونصرت کا سبب عربی حمیت تھی نہ دینی فریضہ کیونکہ ابن زیاد کے دربار میں جو کچھ آپ نے عذر بیان کیا وہ موقع ومحل کے تقاضے کی بنا پر تھا کیونکہ اس وقت کے الفاظ کو حقیقت پر محمول کرنا خلاف عقل ہے۔

ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں جو واقعہ بیان کیا ہے کہ ہانی کوفہ کے وفد کے ساتھ شام گئے تو ایک روز انہوں نے دمشق کی مسجد میں لوگوں کے روبرو یزید کی ولیعہدی کے مسئلہ میں معاویہ پر اعتراض کیا اور اس کے حالات بیان کرتے ہوئے کہا کہ بخدا یہ نہیں ہوسکتا۔ معاویہ کو اس کی خبر ہوئی تو پہلے اسی مخبر کے ذریعہ تخویف وتہدید سے کام نکالنا چاہا لیکن ہانی پر اثر نہیں ہوا۔ انہوں نے نہایت جرأت کے ساتھ اس کی تائید کی کہ امیر سے کہہ دینا کہ یہ بات ناممکن ہے۔

اب معاویہ نے خزانوں کے در ہانیؓ کے سامنے کھول دیئے تو آپ نے جلدی سے خود ہی کہہ دیا کہ میں عراق جا کر یزید کی بیعت کا کام انجام دوں گا اور پھر عراق آکر یہ کام مغیرہ بن شعبہ کی مدد سے انجام دینا شروع کیا۔ یہ غلط ہے کیونکہ وہ ہانی جنہوں نے اتنے شد ومد سے مخالفت کی لوگوں کے مجمع میں وہی ہانی بدل کر ایسے نہیں ہوسکتے کہ خود اپنی تکذیب وتنقیص کریں۔ دوسرے ابن ابی الحدید نے اس کو ایک قصہ کی حیثیت دی ہے۔ روایت کی نہیں جس کی سند ذکر کی ہے، نہ حوالہ کسی کتاب کا اور کتب تواریخ وسیر اس سے خالی ہیں اور اگر بفرض محال اس کو مان بھی لیں تو خون شہادت نے یہ سب دھو کر لازوال رنگینی ان کے نامۂ اعمال کو عطا کر دی۔ یہاں علامہ مامقانی نے ایک جواب تحریر فرمایا ہے کہ دنیا کا رنگ دیکھتے ہوئے ان کو یقین تھا کہ یزید کی بیعت ہو کر رہے گی لہٰذا اس میں داخل ہونے کے بعد میری مخالفت زیادہ اثر انداز نہ ہوگی بہ نسبت علیٰحدہ رہنے کے، ان کے ایک فرزند یحیٰ تھے جو جناب ہانی کی شہادت کے بعد کوفہ سے بھاگ چلے اور اپنے قبیلہ میں جا کر قیام کیا ابن زیاد کے خوف سے۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ امامؑ کربلا میں وارد ہوئے ہیں تو آ کر قدمبوسی کی اور جب معرکہ گرم ہوا تو بہت سے یزیدیوں کو واصل جہنم کر کے درجۂ شہادت حاصل کیا۔ رضوان اللہ علیہا۔

(سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ نمبر ۲۰۰/اشاعت اولیٰ: محرم ۱۳۷۶ھ/اگست ۱۹۵۶ء)

